**Al-Mīthāq** ***(Research Journal of Islamic Theology)***
**ISSN:** 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
**Volume** 04, **Issue** 02, April - June 2025, **PP**: 43-53
**Open Access at**: https://almithaqjournal.org/

Article QR

# سماجی تعلقات میں محبت و خیر خواہی: سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

# *Manifestations of Love and Benevolence in Social Relations: A Study Based on the Prophetic Sīrah*

| | |
|---|---|
| **1. Nasir Mehmood Shahzad** nasirshahzad247@gmail.com | *MPhil Scholar, Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.* |
| **2. Haleema Bibi** haleemabibiofficial@gmail.com | *MPhil Scholar, Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.* |

***How to Cite:*** Nasir Mehmood Shahzad and Haleema Bibi. 2025: "Manifestations of Love and Benevolence in Social Relations: A Study Based on the Prophetic Sīrah". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (02): 43-53.

***Article History:***

| **Received**: | **Accepted**: | **Published**: |
|---|---|---|
| 20-05-2025 | 25-06-2025 | 28-06-2025 |

***Copyright:*** **©The Authors**

***Licensing:*** This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

***Conflict of Interest:*** Author(s) declared no conflict of interest.

## ***Abstract & Indexing***

## ***Publisher***

HIRA INSTITUTE
*of Social Sciences Research & Development*

# سماجی تعلقات میں محبت و خیر خواہی: سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

# *Manifestations of Love and Benevolence in Social Relations: A Study Based on the Prophetic Sīrah*

1. **Nasir Mehmood Shahzad**
*MPhil Scholar,*
*Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*
nasirshahzad247@gmail.com

2. **Haleema Bibi**
*MPhil Scholar,*
*Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*
haleemabibiofficial@gmail.com

## Abstract

This study examines Prophet Muhammad's (ﷺ) lessons and practices on love and goodwill, suggesting that these are vital components for fostering harmonious social and family connections. By drawing on Qur'ānic verses, Ḥadīth, and historical instances, it portrays the life of the Prophet (ﷺ) as a paradigm of empathy and insight, highlighting how these principles can transform communities and reinforce family connections. The study is divided into three parts. The initial part lays down the theoretical basis of love and goodwill in Islamic teachings and emphasizes their expression in the Prophet's (ﷺ) life. The subsequent part addresses the application of these principles in family dynamics, especially in marriage and parenting, referencing the Prophets (ﷺ) dealings with his family. The third part explores the social dimensions of empathy and compassion, emphasizing the Prophet (ﷺ) advice on nurturing harmonious relationships and his inclusive attitude toward kindness, which encompasses both non-Muslims and the environment. The research article concludes by providing practical suggestions for integrating these values into contemporary settings, highlighting their importance in addressing challenges like social fragmentation and family disintegration. This study highlights the exemplary actions of the Prophet (ﷺ), offering a lasting model for promoting love, empathy, and kindness in every aspect of life, inspiring individuals to develop more compassionate and resilient connections.

***Keywords:*** *Love, Social Connections, Family, Sīrah, Kindness, Harmony.*

## تمہید

یہ کائنات رب العالمین کا ایک عظیم شاہکار ہے جس پہ بسنے والی بے پناہ مخلوقات میں سے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے۔یہی اشرف المخلوقات اس دنیا میں اکثر تفرقے اور اختلافات کا شکار رہتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود انسان معاشرت پسند اور ایک دوسرے کے سوا زندگی گزارنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ اس معاشرت پسندی کی بنیادی اکائی خاندان اور اس کی بھی اکائی میاں بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیج کر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اس کی تمام تر ضروریات چاہے وہ جسمانی ہوں یا روحانی، کا خیال رکھا اور انسان کی روحانی افزائش وہدایت کے لئے رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو جو دین دیا اس کی تعلیمات ابدی ہیں۔ ہمارے لئے اطاعتِ رسول ﷺ کو لازم قرار دیا گیا، آپ کی تعلیمات محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے لازوال اصولوں پہ کھڑی ہیں۔ ان کی زندگی سماجی اور خاندانی تعلقات میں ہم آہنگی کو فروغ دینے میں مشعل راہ ہے۔ اپنے قول و فعل

میں ہمدردی و محبت کو مجسم کر کے نبی مہربان ﷺ نے ثابت کیا کہ حقیقی طاقت افہام و تفہیم، رحمت اور باہمی احترام میں ہے۔ یہ تحقیق ان پائیدار اصولوں کو تلاش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کس طرح سے ہمارے لئے سنہری اصولوں کا خاکہ پیش کرتی ہے جس کے لیے موضوع "سماجی تعلقات میں محبت و خیر خواہی: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں" کا انتخاب کیا گیا ہے۔

یہ مقالہ سماجی اور خاندانی دونوں حوالوں سے ہم آہنگ تعلقات کو فروغ دینے کے لیے ایک فریم ورک کے طور پر محبت، ہمدردی اور مہربانی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور طریقوں کو تلاش کرتا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور تاریخی مثالوں پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ مطالعہ ایک مضبوط معاشرے کی تعمیر میں ان اقدار کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ یہ ان اصولوں کو عصری حالات میں لاگو کرنے کے لیے عملی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیں اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ-وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ-[1]

جو چیز رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

دراصل انسانی معاشرے کو ہم ایک جسم کے ساتھ بھی تشبیہ دے سکتے ہیں، جس طرح ایک جسم تمام اعضاء اگر درست حالت میں اور تندرست ہوں تو انسان کا جسم ٹھیک رہتا اور نشوونما پاتا ہے۔ اگر ان اعضاء میں سے کوئی ایک عضو کام کرنا چھوڑ دے یا بیمار ہو جائے، تو باقی کے جسم پہ بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اب جس خالق نے ایک جسم بنایا اس کے اعضاء بنائے اور ان کے مختلف کام رکھے، تو ان سب کی کارکردگی جتنی بہتر ہوگی ایک انسان اتنا ہی چاک و چوبند رہے گا۔ لوگوں کا آپس میں مل جل کر رہنا بھی اسی کی مثل ہے، کہ جب تک وہ مل جل کر کام کریں گے، اس کے معاشرے پہ اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر انسان آپس میں ایک دوسرے سے اچھے اخلاق اور پیار و محبت اور ہمدردی کے جذبات کو پس پشت ڈالیں گے تو پست ترین معاشرے کی بنیاد پڑے گی۔ اس دنیا میں اخلاق و کردار کے لحاظ سے اگر کوئی ہستیاں آئی ہیں تو وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہستیاں ہیں۔ ان انبیاء کرام میں سے سب سے افضل رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاق و کردار کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان موجود ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق ایسے تھے، یعنی قرآن نے جیسے بیان کیا۔[2] چنانچہ لازم ہے کہ سماجی تعلقات کے حوالے سے انہی بنیادوں کو اپنایا جائے جن کی آپ ﷺ نے تلقین کی۔ چونکہ مقالہ سماجی تعلقات کی دو اہم بنیادوں محبت اور خیر خواہی سے متعلق ہے اس لیے آئندہ سطور میں ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

## قرآنی تعلیمات میں محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا تصور

اس حصے کی بحث کا مقصد دراصل محبت، ہمدردی اور خیر خواہی سے متعلق قرآنی تفہیم کا جائزہ لینا ہے جس میں الٰہی محبت اور انسانی محبت شامل ہے۔ اس حصے میں زیادہ تر قرآنی آیات اور ان سے متعلق تفسیری پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو تمام رشتوں میں بنیادی اصول یعنی "محبت" پر زور دیتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔[3]

بیشک اللہ محبت کرتا ہے ان سے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان سے بھی جو پاکیزگی اختیار کرتے ہیں۔

نیز سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 195 کی تفسیر میں مولانا غلام اللہ خانؒ لکھتے ہیں کہ اور اپنے تمام اعمال کو اخلاص اور حسنِ نیت سے بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو بہت پسند کرتا ہے۔[4] قرآن کریم کی تعلیمات بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کے لئے "یحب" کا باقاعدہ لفظ استعمال کیا۔ جب اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کریں اور پاکیزگی اختیار کریں اور اعمال صالحہ کو خلوص نیت سے سر انجام دیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہم سے بھی یہی چاہتا ہے کہ ہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ امن اور پیار و محبت سے

رہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ [5]

(وہ اللہ ہی ہے جس نے) تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ابن کثیرؒ کچھ آثار نقل کرتے ہیں۔ ولید بن ابی مغیث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد سے سنا کہ جب بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، میں نے پوچھا صرف مصافحہ ہی سے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی، تو حضرت ولید نے فرمایا تم مجھ سے بہت بڑے عالم ہو، نیز عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جو لوگوں میں سے اٹھائی جائے گی وہ الفت و محبت ہی ہے۔[6] قرآن کریم میں سے چند منتخب آیات مندرجہ ذیل ہیں جو کہ محبت کے اسلامی مفہوم پہ روشنی ڈالتی ہیں۔

- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [7]

اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ [8]

مومنو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات جن میں سے رحمان اور رحیم ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی ہمدردی، خیر خواہی اور اس کی مہربانی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے عام آیت مبارکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے[9] جس میں اللہ کی یہ دو صفات ذکر ہوئی ہیں۔ اس کی تفسیر مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں کہ:

> اللہ کی دو بہت ہی عظیم صفات الرحمان اور الرحیم ہیں۔ رحمان کا معنیٰ "عام الرحمۃ" اور الرحیم کے معنیٰ "تام الرحمۃ" کے ہیں۔ عام الرحمۃ سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ وہ ذات جس کی رحمت سارے عالم اور ساری کائنات اور جو کچھ اب تک پیدا ہوا ہے اور جو کچھ ہو گا سب پہ حاوی اور شامل ہو اور تام الرحمۃ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رحمت کامل و مکمل ہو۔[10]

یہ انتہائی مختصر مگر جامع بحث اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کے رحم، مہربانی اور اس کی انسانوں سے ہمدردی کو بہت بہتر انداز سے واضح کر رہی ہے۔ اس بحث سے ہمارے لئے سبق یہی ہے کہ محبت کرنا، رحم کرنا اور ہمدردی کے جذبات رکھنا یہ سارے کا سارا اللہ کی اطاعت کے زمرے میں آتا ہے، جس کا اللہ قرآن کریم میں ہم سے بار بار تقاضا بھی کرتا ہے۔

## فرامینِ رسول ﷺ اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں محبت و خیر خواہی کا تصور

پیغمبر اکرم ﷺ کے تعاملات پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، یہ حصہ خاندان کے افراد، اصحاب، حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ ان کے ہمدردی اور خیر خواہی کے اسوہ سے متعلق ہے جو بنی نوع انسان کے لیے رحمت کے طور پر ان کے کردار کو واضح کرتا ہے۔ پیغمبرِ مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کہہ کر پکارا اور ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ کی مہربانی سے آپ نرم خو ثابت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے محبت کی اہمیت واضح ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

> إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ[11]

جب رب تعالیٰ کو کسی بندے سے محبت ہو تو رب تعالیٰ جبرائیلؑ کو بلاتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے فلاں شخص سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرائیل امین اس سے محبت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں ندا لگاتے ہیں کہ اللہ کریم کو فلاں سے محبت ہے، تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے جہاں محبت کی اہمیت کو واضح کیا، وہیں خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبے کو بھی دنیا کے سامنے آشکار کیا، بلکہ اس سارے کے سارے دین ہی کو بھلائی کا نام دیا۔ ارشاد ہے:

الدين النصيحة[12]

دین خیر خواہی کا نام ہے۔

نیز رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ "سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ نصیب ہو گا جس دن اللہ کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا، ان میں سے دو آدمی ایسے ہیں جنہوں نے آپس میں محبت کی تو اس کی رضا کے لئے۔"[13] آپ ﷺ کی حیات مبارکہ سے ایک واقعہ صحیح مسلم میں نقل کیا گیا ہے، جس میں آپ کی امت سے محبت اور خیر خواہی کو بڑے واشگاف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ:

ان النبي ﷺ تلا قول الله تعالى في إبراهيم: [رب إنهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فإنه مني] وقال عيسى: [إن تعذبهم فإنهم عبادك] فرفع يديه فقال «اللهم امتي امتي» . وبكى فقال الله تعالى: «يا جبريل اذهب إلى محمد وربك اعلم فسله ما يبكيه؟» . فاتاه جبريل فساله فاخبره رسول الله ﷺ بما قال فقال الله لجبريل اذهب إلى محمد فقل: إنا سنرضيك في امتك ولا نسوؤك[14]

رسول اللہ ﷺ نے سورہ ابراہیم میں موجود اللہ کا یہ فرمان پڑھا کہ اے رب! بے شک (بتوں) انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا، پس جو میری پیروی کرے تو بے شک وہ میرا ہے، اور عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، آپ ﷺ رونے لگے، روتے جارہے تھے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے جاری وساری تھے، امتی، امتی (میری امت، میری امت) اللہ تعالیٰ جبرائیل امین کو حکم دیتا ہے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ (جبکہ رب کائنات زیادہ جانتا ہے) لیکن جا کر پوچھو کہ انہیں کون سی چیز زیادہ غمگین کر رہی ہے، کیا بات انہیں رلا رہی ہے؟ جبرائیل امین تشریف لائے اور دریافت فرمایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کا غم کھا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو فرمایا کہ پھر جاؤ اور محمدؐ کو جا کر تسلی دو کہ ہم آپؐ کو امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور کبھی غمگین نہیں کریں گے۔

نبی کریم ﷺ کی یہ محبت، ہمدردی، نرم مزاجی، ان کا رحم نہ صرف اپنوں کے لئے تھا بلکہ وہ لوگ جو آپؐ کو تکالیف پہنچاتے تھے، وہ بھی اس لطف وکرم سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ نیز ایک بار آپ ﷺ سواری پہ کسی بستی کی طرف جارہے تھے۔ سواری چلنے کی وجہ سے گرد اڑ رہی تھی، وہاں کچھ مسلمان تھے، باقی مشرکین و منافقین بیٹھے ہوئے تھے، تو وہاں بیٹھا منافقوں کا سردار عبد اللہ بن ابی سلول نے اظہار ناراضی اپنے چہرے پہ کپڑا رکھ لیا۔ جب آپ ﷺ وہاں رکے، سلام کیا، چند آیات کی تلاوت اور وعظ و نصیحت کی تو وہ اٹھا اور گستاخی کے انداز میں بولا کہ ہمیں یہ نصیحت کی باتیں پسند نہیں، وہی عبد اللہ بن ابی جب مر جاتا ہے تو آپ ﷺ اس کے نہ صرف جنازے میں شرکت کرتے ہیں بلکہ اسے اپنی قمیص سے کفن بھی پہناتے ہیں۔ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں نرمی سے متعلق آپؐ کی دو احادیث یکے بعد دیگرے بیان ہوئیں جن کا مفہوم یہ نکلتا ہے:

- اللہ کی صفات میں سے نرمی ایک صفت ہے، اور وہ نرمی کو (کرنے والے کو) کو پسند کرتا ہے۔ اور دوسری میں بتایا گیا کہ نرم جس چیز میں بھی ہوگی اسے خوبصورت بنادے گی۔[15]
- ان احادیث کے مفاہیم سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپؐ بذات خود نرم مزاج، شفیق اور مہربان تھے۔ اور آپؐ اپنے ساتھیوں کو بھی اسی کی تعلیم دے رہے ہیں کہ نرم مزاجی خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔

## محبت وخیر خواہی اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام براہ راست نبی کریمؐ کے ہدایت یافتہ اور نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد وہ اس دین کو لے کر چلے اور ساری دنیا میں اپنے کردار اور عمل سے اس دین کی عزت وشان میں اضافہ کیا۔ یہ ان کے اخلاق کا ہی نتیجہ ہے کہ اسلام اس قدر تیزی سے پھیلا۔ یہ بات ہمیں مواخات مدینہ میں بھی نظر آتی ہے جب سعد بن ربیعؓ انصاری صحابی اپنے دینی بھائی عبد الرحمان بن عوفؓ کو کہتے ہیں کہ میں اپنا نصف مال تمہیں دیتا ہوں، میری دو بیویاں ہیں جو تمہیں پسند آئے اسے طلاق دے کر تمہارے نکاح میں دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن عبد الرحمانؓ کی غیرت نے گوارا نہ کیا اور صرف یہ کہا کہ مجھے بازار کا رستہ دکھادیں۔[16] غرض صحابہ کرام کی حیات میں اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں ملتے ہیں جن سے ہمیں محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات نمایاں نظر آتے ہیں۔

## خاندانی تعلقات میں محبت کے جذبے کا اطلاق

عصر حاضر میں سماج کی اکائی یعنی خاندانی تعلقات میں محبت و ہمدردی کے ان سنہری اصولوں کے اطلاقات کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہ دین عالمگیر و آفاقی ہے تو اس کے دیئے ہوئے تمام اصول وضوابط بھی رہتی دنیا تک کے لئے ہیں۔ عصر حاضر میں جہاں ہر طرف بدامنی، نفرت وعدم برداشت جیسے رویئے پروان چڑھ رہے ہیں، تو ایسے میں خاندان میں اسی قدر محبت و ہمدردی کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے۔ یہاں قرآن وسنت کی روشنی میں خاندانی تعلقات میں محبت و ہمدردی کی ضرورت واہمیت اور ان کے اطلاقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

## ازدواجی تعلقات میں محبت اور خیر خواہی

اس حصے کا بنیادی مقصد ازدواجی ہم آہنگی کے اہم اجزاء کے طور پر باہمی احترام، پیار، اور افہام وتفہیم پر زور دیتے ہوئے، ازواج کے ساتھ نبی ﷺ کے رویہ کو واضح کرنا ہے۔ آج کل کے معاشرے میں سب سے بڑا معاشرتی بگاڑ آج کے شادی شدہ افراد کی زندگی میں آیا ہے۔ نئی نسل میں برداشت کی صلاحیتیں ناپید نظر آتی ہیں، یہ تعلقات کی خرابی نہ صرف لڑائی جھگڑوں بلکہ دیگر کئی مفاسد کا باعث بنتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیرت رسول ﷺ سے رہنمائی حاصل کریں اور ان کی عصرِ حاضر میں اطلاق کی کوشش کریں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایمان کے لحاظ سے مومنین میں سے اکمل وہ ہے جو اپنے اخلاق میں عمدہ ہو،[17] اس میں مزید اضافہ بھی ہے کہ جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہوں۔ ازواج سے محبت کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا کی جو چیزیں میرے لئے محبوب بنائی گئیں ان میں سے ایک نیک شریک حیات (بیوی) ہے۔[18] چونکہ صنف نازک کے بغیر یہ زندگی بے رنگ نظر آتی ہے اس لئے دین فطرت دے کر بھیجے گئے نبی ہادی ﷺ یہ تصور کیوں نہ پیش کرتے کہ کہ انہیں نیک شریک حیات پسند ہے اور اس میں کسی قسم کی شرم کی بات نہیں کہ جو بیان نہ کی جاسکے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ عورت قابل نفرت نہیں بلکہ قابل محبت ہے۔ لیکن اب اس عورت پہ ہے کہ اس کی جبین میں صرف اللہ کے سجدوں کی تڑپ ہو اور عفت میں اپنے خاوند سے وفا کا اظہار کرنے والی ہو، جو توحید میں خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو بستر کی حرمت بھی شوہر کے علاوہ کسی سے پامال نہ ہونے دے۔ کیونکہ یہ وہی عورت ہے جو کہ زمانہ جاہلیت میں نفرت

سے دیکھی جاتی، زندہ در گور کی جاتی، خاوند کی لاش کے ساتھ جلادی جاتی، بڑے بیٹے کی وراثت قرار پاتی، یہ وہ سلوک ہیں جن سے شیطان کو بھی شرم آتی ہو گی۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کا کیا مقام تھا سوائے ایک کنیز کے۔ ایسے سنگین حالات میں نبی مہربانؐ نے عورت کو ایک بلند مقام دیا۔ مثال کے طور پر:

- بیوی ہے تو حسن سلوک اور محبت کا درس دیا۔
- ماں کے قدموں کے نیچے جنت قرار دی۔
- بہن کو اس کے حقوق اور پیار دلوا کر عزت بخشی۔
- بیٹی ہے تو اس کی پرورش پہ جنت کی بشارت دی۔

الغرض عورت کا ہر روپ میں مقام واضح کیا، اس سے محبت کا درس دیا اور اس امت کو سکھایا۔

## والدین، بچوں اور دیگر افرادِ خاندان کی دیکھ بھال میں محبت اور خیر خواہی

اپنے خاندان، بچوں اور نواسوں کے ساتھ پیغمبر اکرم ﷺ کے تعلقات کی مثالوں کے ذریعے، یہ حصہ بحث کرتا ہے کہ والدین اور بچوں اور دیگر خاندان کے افراد سے محبت اور احترام، ہمدردی اور مہربانی کس قدر ضروری ہے۔ آج جدت پسندی کا رجحان ہے، دین سے بیزاری ہے، اور لوگ دین کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے نام پہ غیر معیاری تعلیم اور دیار غیر جانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جہاں سے شاید وہ تعلیم تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن ان کی تربیت نہیں ہو پاتی۔ والدین کے پاس وقت نہیں کہ بچوں کی تربیت کریں اور بچے اپنی مصروفیات میں مگن ہیں۔ یہ سب دین سے دوری کی وجہ سے ہے۔

اگر ہم سیرت مصطفیٰ کا مطالعہ کریں تو آپ ﷺ کی حسنین کریمین سے محبت، اپنی بیٹیوں سے محبت کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ محض اس وجہ سے نماز مختصر کر دیتے کہ آپ ﷺ کو کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی اور اکثر سجدہ لمبا کر دیتے جب حسنین کریمین میں سے کوئی آپ ﷺ کی پشت مبارک پہ آجاتا۔ سفر سے واپسی پہ اپنی لاڈلی بیٹی کے گھر تشریف لاتے انہیں کچھ کھانے کی چیزیں دیتے۔ آپؐ کا فرمان مبارک ہے:

وہ ہم میں سے نہیں جو بڑوں کا ادب نہ کرے اور بچوں پہ شفقت نہ کرے۔[19]

اسلام نے تمام رشتوں کو نہایت اہمیت دی ہے کیونکہ رشتوں کا تقدس ہی ایک اچھے خاندان کی بنیاد اور ان میں بگاڑ معاشرے میں بگاڑ کو جنم دیتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس بگاڑ کو ختم کیا۔ حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں رحمان ہوں اور "رحم" جسے اس سے مشتق کیا، لہٰذا جو جوڑے گا، اسے جوڑوں گا اور جو کاٹے گا اسے کاٹوں گا۔"[20] آپ ﷺ کے پاس رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ تشریف لاتیں یا رضاعی بہن شیما آپ ان کا احترام کرتے، ان کے لئے نبوت کی چادر بچھاتے۔ والدین چاہے مسلمان ہوں یا مشرک، حقیقی ہوں یا رضاعی ان کا احترام ان سے محبت ہر حال میں لازم ہے۔ آپ سے والدین سے سلوک کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تمہارے حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار تمہاری ماں ہے اور اس کو تین بار دہرایا، چوتھی بار کہا کہ تمہارا باپ۔"[21] جس طرح ماں کے قدموں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے نیچے جنت ہے تو فرمایا کہ "والد جنت کا بہترین دروازہ ہے چاہے تو اس کی حفاظت کرو چاہے تو اسے ضائع کر دو۔"[22]

علاوہ ازیں دیگر قریبی رشتے داروں سے بھی حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے، بلکہ فرمایا کہ اگر تم کسی غریب رشتہ دار کو صدقہ دو تو اس پہ دو گنا اجر ملے گا، ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔ قطع رحمی پہ وعید بھی سنائی کہ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو

گا۔[23] یہ وہ تعلیمات ہیں جو ایک مربوط اور مستحکم خاندان اور معاشرے کی بنیاد ہیں۔ عصر حاضر کا تقاضا یہی ہے کہ ان تعلیمات کو عام کیا جائے، اسوہ رسول جو کہ سب کے لئے بہترین نمونہ ہے، پر عمل کی بدولت مستحکم معاشرے کی بنیاد رکھی جائے۔

## سماجی تعلقات میں محبت و ہمدردی کا اطلاق

یہ حصہ وسیع تر سماج میں ہمدردی اور مہربانی کو برقرار رکھنے میں پیغمبر اکرم ﷺ کی تعلیمات پر روشنی ڈالتا ہے اور ساتھیوں، پڑوسیوں اور اجنبیوں کے ساتھ آپ کے تعامل کو اجاگر کرتا ہے۔ معاشرے میں اپنے عزیز رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دیگر افراد معاشرہ کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔ لیکن ان تعلقات میں جس قدر ہوسکے باہمی تعاون، ہمدردی اور پیار و محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ موجودہ معاشرے میں نہ صرف رشتہ دار، پڑوسیوں بلکہ دیگر افراد معاشرہ کے حقوق ادا کرنے میں بہت کوتاہی برتی جاتی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کی بہت تلقین کی۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ نے بار بار پڑوسیوں کے حقوق کی اس قدر تاکید کی کہ ہمیں شک گزرا کہ پڑوسی کو کہیں وارث نہ قرار دیا جائے۔[24] اب پڑوسی چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ان کے ساتھ تعلقات کو بہتر سے بہتر رکھا جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا یہ نہیں کہ خود عیش و عشرت سے رہا جائے اور پڑوسی تکلیف میں رہے۔ تعلقات بہتر بنانے کی خاطر یہ نصیحت کی گئی کہ جب گوشت پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال کر شوربہ بڑھالیا کرو تاکہ پڑوسی کو بھی دیا جاسکے، یہ بھی غلط ہے کہ خود شکم سیر ہو کہ کھائیں اور پڑوسی بھوکا سوئے۔ وہ اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے، اگر حاجت مند ہو تو قرضہ دیا جائے یا ویسے ہی مالی معاونت کی جائے، کسی قسم کی تکلیف آئے تو اس کے ہر رنج و غم میں شریک ہوا جائے، اگر فوت ہو جائے تو اس کے کفن، دفن اور جنازے میں شرکت کرے۔ یہ تمدنی اصول اس کائنات کی عظیم ہستی نے ہمیں سکھائے جو کہ ہر دوست، دشمن سے محبت کرنے والی ہے۔

اس کے علاوہ معاشرے کے دوسرے افراد کے بھی آپس میں ایک دوسرے پہ بہت سے حقوق ہیں۔ کسی کا مال غصب نہ کرنا، نہ کسی کی جائیداد پہ قبضہ کرنا، نہ کسی کو دھوکا دینا، اور نہ ہی کوئی ملاوٹ کرنا، نہ تو مومن گالی دیتا ہے، نہ ناحق قتل کرتا ہے۔ بلکہ وہ اہل معاشرہ کے تمام حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ حضور ﷺ سے جب مفلس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حقیقی مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن تو نماز، روزہ و دیگر عبادات لے کر آئیگا، مگر دنیا میں اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، یعنی حقوق العباد میں کمی بیشی کی ہو گی، تو قیامت کے دن اس کی نیکیوں میں سے ان متاثرین کو دے دیا جائیگا، اور اس کی نیکیاں ختم ہاجائیں گی، مگر امیدوار ابھی باقی ہوں گے، پھر ان کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے، اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔[25] یہاں یہ وضاحت کی گئی کہ مال و دولت کی کمی سے افلاس نہیں آتی، بلکہ حقیقی مفلسی تب آتی ہے، جب دوسروں کے ساتھ ظلم وزیادتی کی ہو جس کی بناء پہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

## محبتِ رسول اللہ ﷺ کے دائرے کا وسیع اطلاق

آخری حصہ غیر مسلموں، جانوروں اور ماحول کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ہمدردانہ رویے کی عکاسی کرتا ہے، جو احسان اور افہام و تفہیم کی عالمگیر اخلاقیات پر مبنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی پہ بھی بہت زور دیا، اور ان سے بھی شفقت و مروت کا حکم دیا اور ان پہ ہر طرح کے ظلم سے نہ صرف روکا بلکہ ظلم کرنے والے کے خلاف آپ ﷺ قیامت کے دن (غیر مسلم مظلوم) کی طرف سے وکالت کریں گے۔[26]

حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ ہمیں صرف انسانوں سے محبت و ہمدردی کا درس نہیں دیتی، بلکہ وہ بے زبان جانوروں سے بھی رحمت، و شفقت یہاں تک کہ درختوں کی حفاظت تک کا درس دیتی ہے۔ پیاسے کتے کو پانی پلانے پہ مغفرت کی بشارت، بلی کو بھوکا رکھنے پہ

جہنم کی وعید، لاغر اونٹ کی شکایت پہ مالک کی سرزنش، اور زندہ جانوروں کے اعضا کاٹنے کی ممانعت سے لیکر مختلف واقعات سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی طرح امت کو حکم دیا گیا کہ جب جانور ذبح کرنے لگو تو چھری تیز کر لو تا کہ اسے کم سے کم تکلیف ہو، ان احکام کا مقصد آپ ﷺ کی شفقت کی وسعت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔[27]

موجودہ دور میں ماحول پر بھی انسان برے اثرات مرتب کر رہا ہے جو کہ ماحولیاتی آلودگی کا سبب بن رہا ہے۔ سیرت رسولؐ ﷺ ہمیں ماحول کی صفائی کے متعلق رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی انسانوں اور کائنات سے محبت اور ہمدردی کی علامت ہے کہ ان کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں موجود ہیں۔ ہمیں شجر کاری کی تلقین کی، سرسبز و پھل دار اور کھجور کے درختوں کے کاٹنے سے منع فرمایا،[28] صفائی و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دینا سب اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔[29]

اسی طرح عصرِ حاضر میں معاشی صورتحال زبوں حالی کا شکار نظر آتی ہے۔ نہ صرف اجتماعی سطح پہ بلکہ انفرادی طور پہ بھی صورتحال کوئی مختلف نہیں ہے۔ دینِ فطرت ہونے کے ناطے اسلام اس میدان میں بھی وافر ہدایات فراہم کرتا ہے۔ اس کے لئے اسوۂ رسول ﷺ کو جاننا اور اس پہ عمل انتہائی ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی کاروباری لحاظ سے ہمدردی و شفقت کی بے پناہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں، دھوکا دینے سے منع فرمایا تا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو، مزدور کی اجرت بروقت ادا کرنے کا حکم دیا، محنت کش کو اللہ کا دوست قرار دیا۔ رزق حلال کو اہم فریضہ قرار دیا گیا، کسی دوسرے کی بیع پہ بیع کرنے کو اخلاقی لحاظ سے منع قرار دیا۔ ایمان دار تاجر کو آخرت میں نبیوں اور صدیقین کے ساتھ ہونے کی بشارت دی۔ یہ سب وہ امور ہیں جن کی بدولت معاشی استحکام حاصل کیا جا سکتا ہے۔

## پیشہ ورانہ اخلاقیات اور محبت و خیر خواہی

اسلام کا تصورِ حیات نہ صرف جانی و مالی عبادات کا درس دیتا ہے، بلکہ انسان کی روحانی تربیت بھی کرتا ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس سے متعلق رہنمائی دستیاب نہ ہو۔ ان تمام پہلوؤں میں سے سب اہم پہلو پیشہ ورانہ اخلاقیات کا بھی ہے۔ سیرت طیبہ میں اس سے متعلق ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔ اسلام پیشہ ورانہ محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ چاہے یہ معاملات، عدالتی ہوں یا تجارتی، سفارتی ہوں یا دیگر روز مرہ زندگی سے متعلق، آپ ﷺ کا اسوہ ان تمام اقدار سے متعلق ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ اپنایا جس میں خیر خواہی کا جذبہ کار فرما نظر آتا ہے۔ اسی جذبہ سے متاثر ہو کر ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا۔[30] اس کے علاوہ آپ ﷺ کو برائی کے بدلے میں بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن کا حکم ہے کہ "برائی کو اس طریقے سے دور کرو جو بہترین ہو۔"[31] اس حکم کے ذریعے مسلمانوں کو بھی محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا درس دیا۔ آپس میں تنازعات کی صورت میں بھی بہتر رویہ اپنانے کا کہا گیا۔ ظلم سے اجتناب اور ایک دوسرے کی مدد کو اسلامی بھائی چارے کا تقاضا قرار دیا گیا، ارشاد نبویؐ ہے کہ "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پہ ظلم کرتا ہے نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے۔"[32] انسان کی پیشہ وارانہ زندگی کی بہتری اور رسوخ میں یہ ہدایات کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

## محبت و خیر خواہی کے رہنما اصول اور عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت کا بڑھتا رجحان

وقت کے لحاظ سے تغیر و تبدل زمانے کا حصہ ہے، اور ان زمانوں میں سے بہترین زمانہ نبی مہرباں ﷺ اور اس سے متصل خلافت راشدہ کا زمانہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ایک طرف اس کا مثبت استعمال کثیر فوائد کا باعث تو دوسری جانب منفی استعمال بہت سے مفاسد کو جنم دیتا ہے۔ چنانچہ آج ٹیکنالوجی کا یہ بڑھتا ہوا رجحان مختلف قسم کے چیلنجز پیدا کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں بھی سیرتِ طیبہ ﷺ سے رہنمائی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ان ٹیکنالوجیز کو کس طرح ڈیزائن

کیا جائے، اور ان کا کس طرح مثبت استعمال ممکن ہے، اس میں سیرت سے مستفاد اصولوں کو مدِ نظر رکھا جانا ضروری ہے تا کہ دنیا میں بسنے والے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لئے معاون بن سکیں۔ اس طرح ایک بہترین اور ہمدرد معاشرے کو تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے مثبت استعمال سے ہم لوگوں کے لئے روز گار کے مواقع پیدا کر سکتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے تنازعات کو کم کیا جا سکتا ہے، مصنوعی ذہانت سے چلنے والی مختلف ایپلیکیشنز سے درس و تدریس کا کام لیا جا سکتا ہے، دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور اس کی آفاقی تعلیمات پہ مبنی ایپلیکیشنز بنائی جاسکتی ہیں۔ جہاں تک اس کے استعمال کی بات ہے تو یہ ایک انسانی فکری مہارت ہے، اور اس سے جائز حد تک کام لینے میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اس سے اگر دینی معاملات میں خلل آرہا ہو، یا کسی کے حقوق متاثر ہو رہے ہوں تو ایسی صورت میں اس کا استعمال درست نہ ہو گا۔ بہت سے ایسے شعبے ہیں جن میں اس کے استعمال سے انسانوں کو فائدہ بھی ہو رہا ہے، جیسا کہ میڈیکل، روز گار، دفاعی میدان، اور مختلف قسم کی کھیلوں میں اس کے استعمال سے انسانیت فائدہ اٹھا رہی ہے۔ معاشرتی تعصبات اور انسانی وقار کی مکمل بحالی اور انسانی خود مختاری کو یقینی بنانا چاہیے، تا کہ ممکنہ اخلاقی خدشات کو ختم کرنے کی کوشش کی جا سکے۔

## حاصلِ بحث

مذکورہ بحث اس نتیجہ پر منتج ہوتی ہے کہ محبت و خیر خواہی ایک الہامی اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود انسانیت سے محبت کا درس دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے انسانوں سمیت دیگر مخلوقات سے محبت و ہمدردی کا درس دیا۔ ان کی زندگی ایک بہترین نمونہ عمل ہے، اور عصر حاضر میں ان کی تعلیمات سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ گفتگو میں نرمی، محبت و الفت، نرم مزاجی، معافی و مفاہمت، تعریف و تشکر، ایک دوسرے کی اخلاقی حمایت، یہ سب وہ اصول ہیں جن کی بدولت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مثالی اور مستحکم بن سکتی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں مصنوعی ذہانت کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، چنانچہ اس کا مثبت استعمال بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس ٹیکنالوجی کو کس طرح ڈیزائن کیا جائے، اور ان کا کس طرح مثبت استعمال ممکن ہے، اس میں سیرت سے مستفاد اصولوں کو مدِ نظر رکھا جانا ضروری ہے تا کہ دنیا میں بسنے والے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لئے معاون بن سکیں۔

-----------------------------

## حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ الحشر 7:59۔

2 مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج القشیری، **صحیح مسلم**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، کتاب الصلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الجامع الصلوٰۃ، ومن نام عنه و مرض، رقم الحدیث: 1739۔

3 سورۃ البقرۃ 222:2۔

4 غلام اللہ خان، مولانا، **جواہر القرآن**، (راولپنڈی: کتب خانہ رشیدیہ، 1978ء)، 1/95۔

5 سورۃ الانفال 63:8۔

6 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، **تفسیر القرآن العظیم**، (کراچی: مکتبہ قدوسیہ، 2006ء)، 2/427۔

7 آل عمران 31:3۔

8 سورۃ المائدۃ 54:5۔

9 سورۃ النمل 30:27۔

10 محمد شفیع عثمانی، مفتی، **معارف القرآن**، (نئی دہلی: فرید بک ڈپو، 1998ء)، 1/76۔

11 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذااحب الله عبدا، امرجبرائیل فاحبه واحبه اهل السماء، رقم الحدیث:6705۔

12 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (ریاض: دارالسلام، 2015ء)، کتاب الادب، باب فی النصیحة، رقم الحدیث:4944۔

13 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الزکاة، باب الفضل اخفاء الصدقة، رقم الحدیث:1031۔

14 ایضاً، کتاب الایمان، باب دعاالنبیﷺ ، رقم الحدیث:202۔

15 ایضاً، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الاحادیث:2593-2594۔

16 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (قاہرة: دار طوق نجاة، 1999ء)، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبیﷺ بین المہاجرین والانصار، رقم الحدیث:3780۔

17 ابوداؤد، **السنن** ، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، رقم الحدیث:4682۔

18 النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، **السنن المجتبیٰ**، (ریاض: دارالسلام، 2015ء)، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، رقم الحدیث:3391۔

19 ابوداؤد، **السنن** ، کتاب الادب، باب فی الرحمة، رقم الحدیث:4943۔

20 الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **السنن**، (ریاض: دارالسلام، 2014ء)، کتاب البر والصلة، باب ما جا فی قطعیة الرحمة، رقم الحدیث: 1907۔

21 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ، رقم الحدیث:5971۔

22 ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، **السنن** ، (ریاض: دارالسلام، 2015ء)، کتاب الطلاق، باب الرجل یامره ابوه بطلاق امراته، رقم الحدیث:2089۔

23 الترمذی، **السنن**، کتاب البر والصلة عن رسول اللهﷺ، باب ما جا فی صلة والرحم، رقم الحدیث:1909۔

24 البخاری، **الجامع الصحیح** ، کتاب الادب، باب االوصاة بالجار، رقم الحدیث:6014۔

25 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث:6579۔

26 ابوداؤد، **السنن**، کتاب الخراج والفی ء والامارة، باب فی تعشیر اهل الذمة اذاختلفو بالتجارات، رقم الحدیث:3052۔

27 ایضاً، کتاب الجہاد، باب ما یومر به من القیام علی الدواب والبهائم، رقم الحدیث:2548۔

28 مالک بن انس، الامام، **المؤطا**، (دمشق: دارالفکر، 1998ء)، باب النهی عن قتل النساء والولدان فی الغزو، رقم الحدیث:968۔

29 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الطہاة، باب فضل الوضو، رقم الحدیث:534/223۔

30 صفی الرحمٰن مبارکپوری، مولانا، **الرحیق المختوم**، (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2021ء)، ص91۔

31 سورة فصلٰت 34:41۔

32 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاکراه، باب یمین الرجل لصاحبه انه اخوه، رقم الحدیث:6951۔